فلاحی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق وفرائض

*سعد جعفر **ڈاکٹر ناصر علی خان

ABSTRACT

Allah, The Creator of universe has linked the welfare of the mankind with Islam. Islamic welfare state is a state which is governed by teachings of Islam. In an Islamic welfare state, all minorities have equal rights than Muslim residents like, protection of life and property. Minorities are free to practice their own religion as long as they show respect to other citizens. One can say that minorities, in an Islamic welfare state can enjoy all basic human rights.

Minorities are given many special rights in an Islamic Welfare State, for example after the death of a non-muslim citizen government can neither sell their property to pay unpaid jizya nor can it pressurize the relatives to pay it from inheritance. Islamic welfare state provides equal legal protection and punishments under the law to the non-muslims than the Muslims while protecting their honor and dignity. In addition to helping minorities with charity, this is the responsibility of an Islamic state to support completing the needs of its needful minorities. This is the responsibility of an Islamic welfare state to ensure the implementation of minority rights in accordance with the teachings of Islam.

*۔ لیکچرر ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ایبٹ آباد

**۔ اسسٹنٹ پروفیسر کامسیٹ یونیورسٹی اسلام آباد ایبٹ آباد کیمپس

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی فلاح کو اسلام کے ساتھ جوڑا ہے اسلامی قوانین اپنے ماننے والوں کی فلاح کے ساتھ نہ ماننے والوں کے لیے بھی فلاح ہے اور اسلامی فلاحی ریاست ایسے تمام حقوق کی علمبردار ہوتی ہے جس کا تعلق مذہبی فرائض اور عبادات کے ساتھ ساتھ ریاست کے نظم و ضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہوتا ہے۔اسلامی فلاحی ریاست میں ایسے غیر مسلموں کیساتھ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار نہ ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتی ہے ریاست ان سے خیر خواہی اور رواداری کی ہدایات دیتی ہے اسلامی فلاحی ریاست ایسی ریاست کو کہا جاتا ہے جو قرآن وسنت کے قوانین کے تابع ہو اور قرآن وسنت کی تعلیمات جس طرح زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں واضح ہیں اسلامی فلاحی ریاستمیں تمام غیر مسلم اقلیتوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہوتی ہے خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا مذہب سے وہ انسان ہونے کے ناطے آزادی اور بنیادی حقوق کے اعتبار سے مسلمانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور قانون کی نظر میں سب کے ساتھ ایک ہی جیسا معاملہ کیا جاتا ہے انسان ہونے کے ناطے ان میں کوئی تفریق نہیں ان پر وہی فرائض عائد ہوتے ہیں جو کسی مسلمان پر عائد ہوتے ہیں اور وہ انہیں بنیادی حقوق کے مستحق ہوتے ہیں جن کا ایک مسلمان مستحق ہوتا ہے ایک فلاحی ریاست میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان میں سے اہم اور ضروری حق حفظِ جان کا ہے ایک فلاحی ریاست میں جان کے تحفظ میں ایک مسلمان اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں دونوں کی جان کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسلامی فلاحی ریاست میں اقلیتوں کو حفظ جان کے ساتھ حفظ مال کا بھی حق حاصل ہوتا ہے اسلامی فلاحی ریاست مسلمانوں کی طرح اقلیتوں کے اموال کا تحفظ کرتی ہے ان کے اموال کو قبضہ میں نہیں لیتی باوجود اس کے وہ جزیہ بھی نہ دیں تو ان کی املاک کو جبراً فروخت نہیں کیا جائے گا اور ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کی عزت وناموس کی حفاظت کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی طرح اقلیتوں کی عزت وآبرو کا تحفظ ریاست کے ذمہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ عدالتی و قانونی تحفظ بھی دیتی ہے قانون کی نظر میں ایک مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں جو سزائیں اور تعزیرات مسلمانوں کے لیے ہے وہ غیر مسلم کے لیے بھی ہیں قصاص اور دیت کے اعتبار سے بھی دونوں برابر ہیں اور اسی طرح غیر مسلم اقلیتوں میں جو لوگ محتاج ہیں ان لوگوں کی امداد کرنا بھی اسلامی فلاحی ریاست کے ذمہ ہے۔صدقات واجبہ کے علاوہ ریاست ان محتاجوں کی ہر طرح مدد کرتی ہے اسلامی فلاحی ریاست میں مذکورہ بالا جملہ تمام حقوق اقلیتوں کو حاصل ہیں کسی فرد کو یہ اختیار حاصل نہیں کے ان حقوق میں کسی قسم کی کمی کرے اور اس کے ساتھ اہل ذمہ ریاست کی طرف سے کچھ فرائض بھی عائد ہیں جو ان کے ذمہ لازم ہیں۔

اسلامی فلاحی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے لیےایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے غیر مسلم شہریوں کو اہل ذمہ یا ذمی بھی کہا جاتا ہے۔

ذمی لغت میں:

"من ذمة وهي لغة العهد والأمان"[1]

''لغت میں ذمہ سے مراد عہد وپیمان، ذمہ داری، امان، حفاظت وضمانت''

اور اصطلاح اہل ذمہ کہتے ہیں:

"أهل الذّمّة (وهم اليهود والنصارى) التي تدفع الجزية للدولة الإسلامية مقابل حمايتها وتمتعها بحريتها الدّينية في ظلّ التسامح الإسلامي"[2]

اہل کتاب یا جو ان کے قائم مقام ہوں ان میں سے وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ اہل اسلام نے کسی قسم کا معاہدہ کیا ہو اور اپنے ذمہ ان کا کوئی حق قائم کیا ہو۔ (یا دار الاسلام میں جزیہ دے کر رہنے والے غیر مسلم)

فلاحی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ اللہ اور اس کے آخری پیغمبر اور اہل اسلام کی طرف سے ایسا معاہدہ کیا گیا جو انہیں معاشرے میں مطمئن زندگی گزارنے کی ضمانت دیتا ہے اور غیر مسلم اقلیتیں مسلمانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدہ کی بنا پر ان کی امان میں ہیں اسی بنا پر انہیں وہی حقوق حاصل ہوتے جو ایک مسلمان کو حاصل ہوتے ہیں اور ان کی حفاظت بھی اسی طرح کرنی ہے جس طرح ایک مسلمان کی کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لاينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين، ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا اليهم"[3]

''نہیں منع کرتا اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑے دین کے معاملہ میں اور تمہیں نہیں نکالا تمہارے گھروں سے کہ تم ان سے نیکی کا سلوک کرو اور ان کے ساتھ انصاف کرو، بیشک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو''

اللہ تعالیٰ کو غیر مسلموں سے کسی قسم کی رنج وعداوت نہیں اور نہ وہ ہمیں ہر حال میں کافروں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ ہمیں اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور حق وانصاف کرنے سے ہمیں منع نہیں کرتا۔ فلاحی ریاست نام ہے صلح وامن کی علمبردار

ریاست کا جس کا مقصد اور منشور ہی امن و صلح ہے اور قرآن و سنت کی تعلیمات جو ایک فلاحی ریاست کی بنیاد ہیں ان سے یہی سبق ملتا ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ "[4]

"اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو (آپ کو اختیار ہے کہ) آپ بھی اس طرف جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیے، بیشک وہ خوب سننے والا ہے اور خوب جاننے والا ہے"

اس آیت مبارکہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ جل جلالہ کے حکم کے ماتحت ظاہری تدابیر اختیار کرتے رہیں اور مخالفوں کو جھکتے ہوئے دیکھیں تو آپ بھی صلح کے مجاز ہیں لیکن اصل بھروسہ اللہ کی ذات پر ہی رکھیے۔ کیونکہ اس کا ہر حکم مصلحت پر مبنی ہوتا ہے وہی اپنے بندوں کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی لہذا کوئی بھی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ، وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلاَ يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ"[5]

"اور وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی ذمہ داری میں داخل ہیں ان کے سلسلہ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیے ہوئے معاہدہ پر پوری طرح کاربند رہیں ان کے دفاع میں جنگ کی جائے اور ان پر کبھی بھی ان کی قوت برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے"

فلاحی ریاست میں جتنی بھی اقلیتیں آباد ہوتی ہیں اور آئین اور ریاستی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے زندگی بسر کرتی ہیں تو وہ تمام مراعات کی مستحق ہوتی ہیں مثال کے طور پر اقلیتیں معمولی رقم بطور ٹیکس ادا کرنے سے دفاعی خدمات سے بالکل آزاد ہو جاتی ہیں ان کے تمام حقوق کی ادائیگی فلاحی ریاست کے ذمہ ہے غیر مسلم اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں ان کو ذیل انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حفظ جان کا حق

ریاست اپنے اندر رہنے والی اقلیتوں کی جان کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے کہ کسی معاہد کو کوئی شخص بھی ایذاء نہ پہنچا سکے ان کے نفوس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے فلاحی ریاست میں جان کے تحفظ میں ایک مسلمان اور غیر مسلم

دونوں برابر ہیں دونوں کی جان کا یکساں تحفظ و احترام اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اقلیتوں کی جان کا تحفظ کرے اور انہیں ہر قسم کی ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"[6]

"جو کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا، جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے"

رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے اقلیتوں کی جان کے تحفظ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ایک مسلمان جو کے اعمال صالحہ پر پابند ہونے کی بنا پر جنت کا مستحق بھی ہے اگر اس مسلمان نے کسی غیر مسلم اقلیت کے فرد کو ناحق قتل کر دیا تو نا صرف وہ جنت سے محروم ہو گا بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک سفر کرنے کے بعد جو مقام آئے گا وہاں تک پہنچتی ہے اس سے مراد کے جنت کی خوشبو بہت دور تک آ رہی ہو گی لیکن معاہد کو قتل کرنے والا مسلمان اس کو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے ایک مسلمان نے معاہد کو قتل کر دیا ہے تو رسول ﷺ نے معاہد کے بدلے میں اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا:

"أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ، ثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَى بِذِمَّتِهِ "، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ"[7]

"مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اہل کتاب میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اہل ذمہ کا حق ادا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں پھر آپ نے اس قاتل کو قتل کرنے کا حکم دیا"

حضور ﷺ کی تعلیمات اور قوانین پر عملدرآمد نے غیر مسلم اقلیتوں کو مسلمانوں کے مساوی کر دیا اس کی بدولت اسلامی فلاحی ریاست میں جو مقام حاصل ہوا اس کی نظیر دنیا کی کسی ریاست میں نہیں ملتی اس کے بعد اقلیتوں کو جو

بنیادی حق ریاست میں حاصل ہے وہ حفظ مال کا ہے ایک فلاحی ریاست اقلیتوں کی جان کے ساتھ ان کے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے۔

حفظ ارث کا حق

اسلامی فلاحی ریاست مسلمانوں کی طرح ذمیوں کے مال و جائیداد کا تحفظ کرتی ہے انھیں حق ملکیت سے بے دخل نہیں کرتی ہے ان کی زمینوں پر ریاست زبردستی قبضہ نہیں کرتی حتی کے اگر وہ جزیہ نہ دیں تو اس کے عوض بھی ان کی املاک کو نیلام وغیرہ نہیں کرے گی۔ بلکہ اگر اقلیتوں سے ان کی مرضی کے بغیر کوئی چیز لی جائے گی تو حضور ﷺ سے اس کے بارے میں وعید نقل ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[8]

"حضور ﷺ سے روایت ہے کہ جو مسلمان کسی ذمی شخص پر ظلم کرے گا یا اس کے حق میں کمی کرے گا یا اس ذمی کی طاقت سے زیادہ اس کو تکلیف پہنچائے گا یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے گا تو میں ایسے شخص کے خلاف لڑوں گا"

حضور ﷺ کے فرمان کی روشنی میں یہ بات اخذ ہوتی ہے کے فلاحی ریاست میں اقلیتوں پر کسی قسم کے ظلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی شخص معاہد کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دے یا اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرے تو ریاست کی نظر میں وہ سزا کا مستحق ہو گا دنیا تو دنیا حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ قیامت کے دن اس معاہد کی طرف سے اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے اور غیر مسلم اقلیت کے فرد کو اس کا حق دلائیں گے۔

غیر مسلم اقلیتوں کو مسلمانوں کی طرح خرید و فروخت اور دوسرے تمام ذرائع معاش اختیار کرنے کے حقوق حاصل ہوتے ہیں اس کے علاوہ انھیں اپنی املاک میں تصرف کرنے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے حتی کہ اگر کسی ذمی کے ذمے جزیہ کی رقم واجب الادا تھی اور وہ مر گیا تو اس کو ترکہ سے وصول نہیں کیا جائے گا اور اس کے ورثہ پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا کہ وہ جزیہ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: " غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَأَتَتِ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا"[9]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار معاہدین کے اموال حق کے بغیر حلال نہیں ہیں۔

فلاحی ریاست اس بات کو یقینی بناتی ہے کے معاہدین کے مال میں کسی بھی فرد کو ناحق تصرف کا اختیار نہ ہو کوئی شخص بھی غیر مسلم اقلیتوں کے اموال میں تصرف نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے اموال کی بھی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح اپنے اموال کی کوئی کرتا ہے جس طرح مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے مال میں بغیر اجازت تصرف نہیں کر سکتا اسی طرح غیر مسلم کے مال میں بھی تصرف جائز نہیں ہے۔

حق حفظ عزت و آبرو

ایک فلاحی ریاست غیر مسلم اقلیتوں کی عزت و آبرو اور عفت کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے ریاست میں کسی شہری کی تذلیل نہیں کی جاسکتی جس طرح ایک مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا جرم تصور کیا جاتا ہے اسی طرح ایک غیر مسلم کی عزت و آبرو پر حملہ کرنا ناجائز عمل ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ الْقِبْطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ فَقَالَمَا هَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا "[10]

"حضرت عروۃ روایت کرتے ہیں یہ کہ ہشام بن حکیم بن خزام نے ایک شخص کو جو حمص شہر کا والی تھا اس حالت میں پایا کے وہ ایک قبطی شخص کو جزیہ کی وصولی کے لیے دھوپ میں کھڑا کیے ہوئے تھا تو ہشام نے کہا یہ کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کے بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو بلاوجہ عذاب دیتے ہیں"

اس حدیث مبارکہ اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کے غیر مسلم اقلیتوں کے افراد میں سے کوئی فرد اگر جزیہ نہ دے سکے تو کسی صورت بھی اس کی تحقیر جائز نہیں اس کے ساتھ برا برتاؤ نہ کیا جائے کیونکہ انسان ہونے کے ناطے اس کا احترام کیا جائے گا اور حضور ﷺ کے فرمان کی روشنی میں ایسا شخص جس نے کسی غیر مسلم کی تحقیر کی وہ دنیا میں بھی سزا

کا مستحق ہوگااور آخرت میں بھی عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔اور ضروری ہے کہ غیر مسلم کی غیبت نہ کی جائے اس کی ذاتی و شخصی زندگی کی جاسوسی کرنا اسے مارنا، پیٹنا اور گالی دینا ایسے ہی ناجائز اور حرام ہے جس طرح ایک مسلمان کو دینا:

"وَيَجِبُ كَفُّ الْأَذَى عَنْهُ وَتَحْرُمُ غِيبَتُهُ كَالْمُسْلِمِ "[11]

''اس کو تکلیف دینے سے رکنا واجب ہے اور اس کی غیبت ایسی ہی حرام ہے جیسی کسی مسلمان کی''

اس کے علاوہ اسلامی فلاحی ریاست میں اقلیتوں کو عدالتی و قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے انہیں یقینی طور بروقت انصاف ملتا ہے جو تحفظ مسلمانوں کے لیے ہے وہی تحفظ غیر مسلم اقلیتوں کے لیے بھی ہے۔

مسلمانوں کو چوری، زنا اور تہمت میں جو سزا دی جاتی ہے وہی سزا اقلیتوں کو بھی دی جاتی ہے کسی ایک فریق کے ساتھ بھی امتیاز نہیں برتا جاتا کے ریاست میں کوئی بالادست تصور کیا جائے اور مسلمان اور غیر مسلم اقلیتیں قصاص اور دیت میں برابر ہیں۔اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کردے تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قصاص کے طور پر قتل کر دیا۔

حق حفظ دین

فلاحی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو ان کے مذہبی اعتقادات عبادات اور مذہبی مراسم و شعائر پر عمل کرنے کی مکمل اجازت ہوتی ہے۔ریاست کو یہ حق حاصل نہیں کے مذہبی آزادی پر کوئی قدغن لگائے اور ان کے گرجوں، مندروں اور عبادت گاہوں اور مٹھوں اور گوردواروں کو منہدم کرے بلکہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کرے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کے وہ دین کے معاملے میں جبر کرے اور دین کو بدلنے کے لیے زبردستی کرے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ "[12]

''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت و گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے''

دین کا تعلق اصلاً عقیدۂ قلب سے ہے اور قلب پر جبر و اکراہ کی گنجائش نہیں ہے اور ایمان کا تعلق اپنے ارادہ واختیار سے ہے جبر و اضطرار پر نہیں اور ایک اور بات کے جزیہ کو بعض لوگوں نے اسلام میں جبر کی اصل سمجھا ہے حالانکہ اگر ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ جزیہ کی مشروعیت عین اس کے برعکس خود اس کی دلیل ہے کہ مقصود اصلی قانون

اسلام اور حکومت اسلام کو غالب رکھنا ہے نہ کہ فرداً فرداً ہر کافر کو بہ جبر مسلم بنانا تو یہ نفی اکراہ فی نفسہ کے معارض نہیں اور یہ اکراہ بھی صورت دین پر ہوگا نہ کہ حقیقت دین پر کیونکہ قلب پر اطلاع کا کوئی یقینی راستہ نہیں اور اس نفی اکراہ سے نہی عن الاکراہ بھی لازم آگئی اس لیے بعض نے نہی کے ساتھ اس کی تفسیر کی ہے یعنی دین میں اکراہ مت کرو۔ جیسا کہ اندلس کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

"إن الإسلام لم يكره فردًا على تغيير عقيدته، كما فعلت الصليبية على مدار التاريخ في الأندلس قديمًا"[13]

تاریخ اس امر کی گواہ کے اسلامی فلاحی ریاست نے کسی فرد کو اپنے عقیدہ کی تبدیلی کے لیے مجبور نہیں کیا اور اس کے بر عکس تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے اندلس کے مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے کے لیے مسیحیوں نے مجبور کیا۔

اور اسی آیت کی تفسیر میں وہب بن مسلم المصریؒ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله بمكة عشر سنين لا يكره أحدا في الدين"[14]

کے نبی ﷺ مکہ میں دس سال تک رہے اور انہوں نے کسی شخص کو دین کے لیے مجبور نہیں کیا۔

فلاحی ریاست میں ایسی تمام بستیاں جو اسلامی شہروں میں داخل نہیں ہیں ان میں اقلیتوں کو صلیب نکالنے ناقوس اور گھنٹے بجانے اور مذہبی جلوس نکالنے کی آزادی ہوتی ہے اگر ان کی عبادت گاہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں تو ان کی مرمت اور ان کی جگہوں پر نئی عبادت گاہیں بھی تعمیر کی جاتی ہیں۔ لیکن مسلم بستیوں میں جو دن مذہبی شعائر کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہیں انھیں کھلے عام مذہبی شعائر ادا کرنے اور دینی و قومی جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی جاتی البتہ عبادت گاہوں کے اندر انھیں مکمل آزادی حاصل ہوگی اس کے علاوہ غیر مسلم اقلیتیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مذہبی درسگاہیں بھی قائم کر سکتی ہیں انھیں اپنے دین و مذہب کی تعلیم و تبلیغ اور مثبت انداز میں خوبیاں بیان کرنے کی بھی آزادی ہوگی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حضرت حسن بصری سے عرض کیا:

"ما بال الخلفاء الراشدين، تركوا أهل الذمة، وماهم عليه من نكاح المحارم، واقتناء الخمور والخنازير"[15]

''کیا بات ہے کہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے غیر مسلم اقلیتوں کو محرمات کے ساتھ نکاح اور شراب اور خنزیر کے معاملے میں آزاد چھوڑ دیا ہے''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حسن بصریؒ سے اقلیتوں کے حوالے سے فتویٰ طلب کیا کے اقلیتیں اپنی مرضی کے مطابق محرمات سے نکاح اور شراب اور خنزیر کی بیع وشراء کرسکتے ہیں:

حضرت حسن بصریؒ نے جواب میں لکھا:

"انما بذلوا الجزية ليتركوا وما يعتقدون وانما أنت متبع لا مبتدع"[16]

ان اقلیتوں نے جزیہ دینا اسی لیے تو قبول کیا ہے کہ انھیں ان کے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے اور آپ کا کام پچھلے طریقے کی پیروی کرنا ہے نہ کہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کرنا۔

کہ آپ کو چاہیے کے آپ بھی ان غیر مسلم اقلیتوں کے معاملے میں خلفائے راشدیں کی اقتداء کریں کیونکہ فلاحی ریاست میں جزیہ اسی مد میں لیا جاتا ہے کے غیر مسلم اقلیتوں ان کے دین کے معاملے میں مکمل مذہبی آزادی دی جائے لہذا فلاحی ریاست میں اقلیتیں اپنے مذہبی معاملات میں آزاد ہوتی ہیں۔

حق حفظ ارث

اسلامی فلاحی ریاست غیر مسلم اقلیتوں کو وراثت کا مکمل حقدار بناتی ہے کہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے ایک دین کے پیروکار ہی ایک دوسرے وارث بن سکتے ہیں کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا ایک یہودی مسیحی کا وارث بن سکتا ہے اور مسیحی یہودی کا وارث بن سکتا ہے لیکن مسلمان دونوں میں سے کسی کا وارث نہیں بن سکتا کیوں کہ ریاست غیر مسلم اقلیتوں کو ملکیت کا حق دیتی ہے جس کی بناپر ان کو بلا شرکت غیر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے اور وہ اس جائیداد کو وراثت کے طور منتقل بھی کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ "[17]

''اور جو لوگ کافر ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس حکم کی تعمیل نہ کروگے تو ملک میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا''

فلاحی ریاست نے اس اہم کام وراثت کی تقسیم کو بھی سامنے رکھا ہے اور جس کے لئے انسانوں کی تخلیق ہوئی یعنی اللہ تعالی کی اطاعت وعبادت اس کو بھی سامنے رکھا ہے اور اس لحاظ سے پورے عالم انسان کو دو الگ الگ قومیں قرار دیا ہے اسی دو قومی نظریہ نے نسبی اور خاندانی رشتوں کو میراث کی حد تک قطع کردیا نہ کسی مسلمان کو کسی غیر مسلم رشتہ دار کی

میراث سے کوئی حصہ ملے گا اور نہ کسی غیر مسلم کو مسلمان رشتہ دار کی وراثت میں کوئی حق ہو گا اسی نظریہ کی بنا پر غیر مسلم اقلیتوں کی وراثت کو تحفظ حاصل ہوا ان کے مرنے کے بعد ان کے وراثت ان کی ملت کے کام آئے گی۔

وراثت سے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الكَافِرَ وَلاَ الكَافِرُ الْمُسْلِمَ"[18]

نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ حضرت عمر کا قول اشعث بن قیس کے بارے میں جب وہ فوت ہوا تو فرمایا:

"يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا"[19]

''وارث بنے ہیں ان کے دین کے ماننے والے''

اشعث بن قیس حضرت عمر کے چچا تھے اور انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس لیے حضرت عمر ان کے وارث نہیں بنے بلکہ ان کی وراثت ان رشتہ داروں میں تقسیم ہوئی جو انہی کے مذہب پر تھے۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاحی ریاست کی غیر مسلم اقلیتوں کو وراثت کا حق بھی حاصل ہے اور اس میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے وہ ان زمینوں کو فروخت بھی کر سکتے ہیں ملکیت میں بھی رکھ سکتے ہیں ان سے ان کی زمینوں کو نہیں لیا جائے گا بلکہ ان سے اس پر خراج وصول کیا جائے اور طے شدہ میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور اس کے بدلے میں ان سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کیا جائے گا اور حکم یہ ہے جو زمین خراجی ہو جائے تو پھر کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کے وہ زمینیں ان غیر مسلم اقلیتوں سے واپس لے اب یہ ان لوگوں کی ملکیت ہیں۔

حق معاونت

فلاحی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے فقراء و مساکین اور دوسرے ضرورت مندوں کے لیے اسلام بغیر کسی تفریق کے وظائف کے ذریعے معاونت کرتا ہے اور معاش کا سلسلہ قائم کرتا ہے۔ فلاحی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شہری محروم نہ رہے ان غریبوں کی کفالت بھی فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ "[20]

''بیشک صدقات فقراء کے لیے ہیں اور محتاجوں کے لیے''

اس آیت مبارکہ میں فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور مساکین سے اہل کتاب کے فقراء اور غرباء مراد ہیں زکوۃ خالص صرف مسلمانوں کا حق ہے لیکن نفلی صدقات مسلمان ہوں یا غیر مسلم دونوں کو دیے جا سکتے ہیں تاکہ ان سے غریب و نادار اپنی ضرورتوں کو پورا کریں۔

حضرت جابر بن زید فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ لَا تُعْطِ الْيَهُودِيَّ وَالنَّصْرَانِيَّ مِنَ الزَّكَاةِ، وَلَا بَأْسَ أَنْ تَتَصَدَّقَ عَلَيْهِمْ"[21]

کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو زکوۃ سے نہیں دیا جائے گا اور کوئی مضائقہ نہیں کہ ان پر صدقہ کیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر گشت فرما رہے تھے گشت کے دوران میں ایک ضعیف العمر نابینا کو دیکھا وہ بھیک مانگ رہا تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تم اہل کتاب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے جواب میں عرض کیا کہ میں یہودی ہوں حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا کہ بھیک مانگنے کی یہ نوبت کیوں آئی اس نے جواب دیا جزیہ ادا کرنے کے لیے اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے حضرت عمر یہ سن کر اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لائے اور جو موجود تھا اسے عطا کیا اور بیت المال کے خازن کو لکھا:

"کہ اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی بھی تفتیش کرو خدا کی قسم ہر گز یہ انصاف نہیں ہے کہ ان کی جوانیاں بھی ہمیں جزیہ دینے میں گزریں اور بڑھاپے میں ہم انھیں بھیک مانگنے کی ذلت کے لیے چھوڑ دیں اس کے بعد حضرت عمر نے ایسے تمام لوگوں سے جزیہ معاف کر کے بیت المال سے وظیفہ بھی مقرر کر دیا"[22]

خلافت راشدہ کا دور حضور ﷺ کے بعد فلاحی ریاست کا عملی نمونہ تھا جس میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم اقلیتوں کے غرباء و مساکین کے تعاون مسلمانوں کے صدقات سے کیا جاتا تھا اور سرکاری طور پر یہ فرمان جاری کیا گیا تھا کہ ان سے جزیہ کو ساقط کر دیا جائے اور مسلمانوں کے بیت المال سے ان کی مدد کی جائے تاکہ وہ معاشی کمزوری کی وجہ سے بھیک نہ مانگے اور ان کو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اور وہ اپنا گزر بسر احسن انداز میں کر سکیں اور فکر معاش سے آزاد ہو جائیں۔

اقلیتوں کے فرائض

جس طرح فلاحی ریاست میں غیر مسلموں اقلیتوں کو حقوق دیے گئے ہیں اسی طرح ان کے ذمے کچھ بھی جن کی پورا کرنا ان کا فرض ہے جس طرح ریاست کے لیے ضروری ہے کہ ان کے حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنائے اسی طرح ان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ذمہ فرائض کی ادائیگی کو یقینی بنائے:

اقلیتوں کے ذمہ فرائض کی ترتیب کچھ یوں ہیں۔

1 جزیہ و خراج کی ادئیگی ۔

2 اسلامی شعائر اور جذبات کا خیال رکھنا۔

جزیہ اور خراج کی ادائیگی

جزیہ فی کس سالانہ ایک ٹیکس ہے جو استطاعت رکھنے والے غیر مسلم اقلیتوں کے مردوں پر لگایا جاتا ہے اور ہر شخص پر اس کا اطلاق اس کی استطاعت کے مطابق ہوتا ہے اور غریب ذمی اس سے بالکل مستثنیٰ ہیں ان پر اس ٹیکس کا اطلاق نہیں ہوتا جزیہ کی مقدار کی کوئی حد مقرر بلکہ یہ ریاست کی صوابدید پر منحصر ہے اور اس کا لزوم اللہ پاک کے اس حکم کی وجہ سے ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ"[23]

"جن کو کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے اور وہ دبنے والے ہوں"

جزیہ تین طبقوں پر عائد ہوتا ہے اور اراضی پر خراج زمین کی طاقت اور اس کی پیداوار کے لحاظ سے عائد کیا جاتا ہے۔ اس لئے زمین کی پیداواری صلاحیت کے اختلاف سے خراج کی مقدار بھی مختلف ہو جاتی ہے۔ بعض پر ایک قفیر غلہ مع ایک درہم بعض پر پانچ درہم اور بعض پر دس درہم کی مقدار عائد کر دی جاتی ہے۔ اس لئے فی کس عائد ہونے والا ٹیکس یعنی جزیہ جو درحقیقت خراج کی ایک صورت ہے، اس میں بھی اختلاف احوال کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اور جزیہ ادا کرنے والے کی اہلیت اور اس کی طاقت کے لحاظ سے ان کی مقدار میں فرق ہونا چاہیے۔

"فَأَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ الْجِزْيَةَ تُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَمِنَ الْمَجُوسِ"[24]

"فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل کتاب اور مجوس سے جزیہ لیا جائے گا"

غیر مسلم اقلیتوں پر جزیہ کو کیوں لازم قرار دیا گیا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر ریاست کے دفاع کو فرض اور لازم قرار دیا ہے لیکن غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں رہنے کے باوجود اس سے معاف رکھا ہے اسی لیے ان جزیہ کی صورت میں وطن کے لیے لڑنے والوں کے ساتھ تعاون کو ہی ایک لازمی قرار دیتا ہے اور اقلیتوں کے ذمے لڑنے کی خدمت نہ لگانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کو اس نظریہ کے لیے جان قربان کرنے کا کہنا جس کی خاطر ایک مسلمان لڑتا ہے کیونکہ اسلامی ریاست نام ہے ایک ایسی نظریاتی ریاست کا جس کا اپنا ایک نظریہ ہے اور ایسے نظریہ جس کو نہیں مانتا اسکے لیے اسکو لڑنے کو لازم قرار دینا خلاف عقل ہے۔

اسلامی شعائر اور آداب کا خیال رکھنا

غیر مسلم اقلیتوں کو چاہیے کہ وہ ان کاموں سے اجتناب کریں جن میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اور قرآن پاک کی علی الاعلان توہین جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں کسی صورت اجازت نہیں ہے اور اسکے علاوہ کھلم کھلا شراب پینا اور بیچنا اور خنزیر کا گوشت کھانا اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیع کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کے اندر خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس کے علاوہ ان پر کسی قسم کی زور زبردستی نہیں کیونکہ یہ ایک فلاحی ریاست کی طرز کے خلاف ہے اور اسلام وہ واحد مذہب ہے جو کسی پر اپنا نظریہ اکراہ کے ساتھ لازم نہیں کرتا حتیٰ کہ ہدایت کو سننے کے بعد بھی اسے اپنے مقام پر پہنچانے اور اس کو سوچ وچار کا وقت دینے کی ترغیب دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰي يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ"[25]

''اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دیجیے تاکہ وہ کلام الٰہی سن سکے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دیجیے''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے اگر کوئی غیر مسلم امان مانگے تو اسے کچھ عرصے کے لیے امن دے دو اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستامن بھی ذمی کی طرح دار الاسلام میں محفوظ ہے نہ اسے قتل کیا جائے گا نہ اس کا مال چھینا جائے گا اور یہ کہ مدت امان گزر جانے کے بعد اسے سلامتی سے دار الاسلام سے نکال دیا جائے۔

خلاصہ بحث

اسلامی فلاحی ریاست مومنین کے لیے اللہ رب العزت کا احسان ہونے کے ساتھ اقلیتوں کے لیے بھی اللہ کا احسان ہے جس میں اقلیتوں کو وہی تمام حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ریاست جملہ تمام حقوق کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے خواہ اس کا تعلق مذہبی فرائض اور عبادات سے ہو یا ان کا تعلق ریاست کے نظم وضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہو۔ ریاست غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات قائم کرنے کو یقینی بناتی ہے اور ایسی اقلیتیں جو کسی بھی محاذ پر ریاست کے خلاف بر سر پیکار نہیں تو ان کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں ان کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کو ریاست یقینی بناتی ہے اسی طرح غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی پابند ہے کیونکہ اسلامی فلاحی ریاست قرآن و سنت کے اصولوں پر قائم ایک ریاست ہوتی ہے اور اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق احکامات موجود ہیں ریاست میں اقلیتوں کے متعلق ایک مکمل منشور دیا گیا ہے جس میں وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں شادی بیاہ اور وفات اور تہواروں میں اپنی مذہبی رسومات کو ادا کرنے کا ماحول فراہم کرتی ہے اور غریبوں مسکینوں اور لاچار عورتوں کی مدد کرنا بھی ریاست اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے اور فلاحی ریاست غیر مسلموں پر ان کی طاقت سے زیادہ ان کو مشقت میں نہیں ڈالتی اسلامی فلاحی ریاست نام ہے عدل واحسان پر مبنی ریاست کا جس میں تمام غیر مسلم اقلیتوں کو تمام ضروری سیاسی و سماجی اور معاشی حقوق عطا کرتی ہے اور اس کے ساتھ چند فرائض اُن کے ذمے لگائے جاتے ہیں جن کا بجالانا ان کے لیے ضروری ہے اور وہ اپنے مذہبی تشخص کے ساتھ رہنے اور اپنے طریقہ کے ساتھ بھرپور اور خوشگوار زندگی گزار سکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] الزَّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض،(م1205ه-) تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية،(س-ن) ج32ص203

[2] أبو البقاء الهاشمي، صالح بن الحسين الجعفري،(م668ھ) تخجيل من حرف التوراة والإنجيلا، مكتبة العبيكان، الرياض، المملكة العربية السعودية، 1419ھ/1998ج1 ص123

[3] القرآن،60 : 2

[4] القرآن،8: 61

[5] االبخاري، محمد بن إسماعيل، (م256ھ) صحيح، كتاب الجهاد والسير، باب يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلاَ يُسْتَرَقُّونَ، دار طوق النجاة، ط ،1422ھ، ج4، ص69، رقم3052

[6] بخاری، محمد بن إسماعيل، صحیح، کتاب الجهاد، باب اثم من قتل معاهداً بغیر جرم، ج:۱، ص:۴۴۸

[7] البیھقي ، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر، (م: 458ھ) كتاب الجراح، بَابُ بَيَانِ ضَعْفِ الْخَبَرِ الَّذِی رُوِیَ فِی قَتْلِ الْمُؤْمِنِ بِالْكَافِرِ، وَمَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِی ذَلِكَ، دار الكتب العلمية، بيروت—لبنان ط،1424 ھ- 2003م، ج8 صفحہ56، رقم 15918

[8] سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث،(م 275ھ) كتاب الخراج والامارة والفئ ، بَابٌ فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ، المكتبة العصرية، بيروت، ط—ن، ج3 ص170، رقم3052

[9] ابوداؤد، سليمان بن الأشعث، السنن، کتاب الاطعمة، باب النهى عن اكل السباع، ج3، ص،356، رقم3806

[10] ابوداؤد، سليمان بن الأشعث، السنن، کتاب الخراج ، باب فی التشديد فی جباية الجزية، ج3، ص،169، رقم3045

[11] : ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي ،رد المحتار على الدر المختار، (م 1252ھ)، دار الفكر، ط ، 1412ھ-1992م، ج4، ص170

[12] القرآن،2: 256

[13] الجلعود، محماس بن عبد الله بن محمد ،الموالاة والمعاداة فی الشريعة الإسلامية، دار اليقين للنشر والتوزيع ،(ط 1407 ھ-1987 م، ج2 ص609

[14] مسلم المصري، أبو محمد عبد الله بن وهب بن القرشي ، تفسير القرآن من الجامع لابن وهب،(المتوفى: 197ھ) دار الغرب الإسلامی ط 2003 ، ج2، ص123

[15] ابن قيم الجوزية ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين، أحكام أهل الذ ة(م751ھ) شاكر بن توفيق العاروری الناشر: رمادی للنشر —الدمام ط،1418 ھ- 1997ج1، ص-ن

[16] ایضاج1

[17] القرآن، 8: 73

[18] البخاري، محمد بن إسماعیل، الصحیح، کتاب البخاری، کتاب الفرائض، باب لایَرِثُ المُسْلِمُ الکَافِرَ وَلاَ الکَافِرُ المُسْلِمَ، ج8 ص156، رقم6764

[19] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن أبي بکر، أحکام أھل الذمۃ، ج2، ص825

[20] القرآن، 9 :60

[21] أبي شیبۃ، أبو بکر بن، عبداللہ بن محمد بن إبراھیم بعثمان بن خواستی العبسي(م 235ھ) ،المصنف في الأحادیث والآثار یوسف الحوت، مکتبۃ الرشد الریاض، ط 1409، ج2 ،ص402

[22] سیوہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، شیخ الہند اکیڈمی کراچی ص: ۱۵۱

[23] القرآن،9: 29

[24] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن أبي بکر، أحکام أھل الذمۃ، ج1، ص141

[25] القرآن،9: 6